مولانا حافظ محمد ابراہیم فانی

حقانی خونیں کفناں

جہاد افغانستان کے سینکڑوں حقانی شہداء پر لکھی جانے والی تحریروں میں سے چند ایک کے بارے حضرۃ مولانا محمد ابراہیم فانی کی قلمی کاوشیں نذر قارئین ہیں۔

مولانا اصلاح الدین حقانی شہید

سرخ سامراج کے خلاف افغانستان کے سرفروش اور کفن بردوش مجاہدین بالخصوص حقانی فضلاء اپنے مقدس خون سے تاریخ عزیمت میں ایک اہم باب رقم کر رہے ہیں چند حقانی شہداء کا الحق کے گزشتہ شماروں میں تذکرہ آ چکا ہے اب ایک اور فرزند مادر علمی اپنے سینے میں افغانستان کی پاک سرزمین اور محمود بت شکن کے دیس پر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا ارمان لئے ہوئے اس قافلہ حریت اور کارواں کشتگان عشق کی صف میں شامل ہوا جس کی خون نے کیمونزم کے سمندر کو منجمد کر دیا ہے اور جن کی سرفروشی کے تذکرے اغیار کے ایوانوں میں ہو رہے ہیں۔

اے شہید ملک و ملت تیرے جذبے کے نثار
تیری قربانی کا چرچا غیر کی محفل میں ہے

شہدائے بدرواحد اور جان نثار تبوک وحنین کی صف میں بانداز خرام شرکت کرنے والا یہ مجاہد ہمارا ساتھی مولانا اصلاح الدین حقانی ہیں جن کے ایمانی جذبے نے الحادی گماشتوں کو پے بہ پے شکستیں دیں اور مختلف محاذوں پر اپنے مٹھی بھر ساتھیوں سمیت روسی پٹھوؤں اور خدا بیزار ملعونوں کا ایسا سامنا کیا کہ ان کا ناک میں دم کر دیا۔ اور فتح و نصرت ان کی قدم بوسی کرتی رہی۔ اللہ کے ہاں ان کی یہ کاوشیں صعوبتیں اور تکالیف اعلاء کلمتہ الحق کے لئے بار آور ثابت ہوئیں۔ اور ان کو خلعت شہادت سے نوازا۔ اور عین عروج شباب میں یعنی چھبیس سال کی عمر میں لیلائے وطن اور ناموس الٰہی پر جان جاں آفرین کے سپرد کی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

بچہ ناز رفتہ باشد ز جہاں نیاز مندے
کہ بوقت جاں سپردن بسرش رسیدہ باشی

مولانا اصلاح الدین حقانی شہید افغانستان کے صوبہ لغمان تحصیل قرغیو میاں خاکس گاؤں میں ملا محمد مبین خان کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی مذہبی تعلیم علاقائی مدارس میں حاصل کی اس کے بعد آپ پاکستان تشریف لائے اور رستم ٹل اور راولپنڈی وغیرہ کے دینی مدارس میں فنون کی تحصیل کی بعد ازاں آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں دورہ موقوف علیہ کے لئے داخلہ لیا۔ دورہ حدیث شریف سے ۱۳۹۹ھ میں فارغ ہوئے۔ فراغت کے بعد آپ افغانستان تشریف لے گئے اور حکومت ترقی کے خلاف ملک میں کام شروع کیا۔

۱۴۰۱ھ کو جب آپ حصول سند کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تو راقم کے ساتھ دوران گفتگو یہ انکشاف کیا کہ جب میں یہاں سے فارغ ہوا تو افغانستان چلا گیا اور وہاں حکومت کے خلاف جہاد میں شریک ہو گیا جب مسلح مزاحمت شروع ہوئی تو میں بھی روسی الحاد کے خلاف نبرد آزما ہوا۔ بعد ازاں ہمارے چند ساتھیوں کی گرفتاری عمل میں آئی جن میں، میں بھی شریک تھا اور ہم سب کابل کے رسوائے زمانہ جیل مزنگ میں دھکیل دئے گئے وہاں ہمیں دہشت ناک اور وحشت انگیز تکالیف پہنچائی گئیں۔ ہمارے چند ساتھی تو یہ صعوبتیں برداشت نہ کر سکے اور جام شہادت سے سرفراز ہوئے مجھے بھی بہت مارا پیٹا اور بجلی کے کرنٹ تک لگائے گئے حتی کہ میرا ایک ہاتھ بے حس و حرکت اور ناکارہ کر دیا گیا مگر اب اللہ کے فضل و کرم سے میرا یہ ہاتھ ٹھیک ہے اور بندہ کو پیٹ پر وہ نشانات دکھائے جو کابل جیل میں اذیتوں کے دوران زخمی ہوئے تھے۔ جیل کے حکام مجھ سے خفیہ راز معلوم کرتے مگر میں خاموش رہتا۔ اور انکار کرتا جب انہیں یقین ہو گیا کہ یہ ہمارا مخالف نہیں تو مجھے رہا کر دیا۔

حرکت انقلاب اسلامی افغانستان کی جبہ علی نگار میں بحیثیت عمومی کپتان کے آپ کی خدمات سپرد کی گئیں ولایت لغمان پر جب روسیوں کا ایک بڑا کانوائے جن میں ٹینک بکثرت تھے حملہ آور ہوا تو مولوی اصلاح الدین شہید اور ان کا دست راست محمد انور اپنے گروپ سمیت مقابلہ کے لئے نکلے تو متواتر گیارہ گھنٹے تک یہ مقابلہ جاری رہا نتیجتاً دشمن کے چار ٹینک تباہ ہوئے اور سات روسی جن میں تین افسران اعلیٰ بھی تھے جہنم رسید ہوئے اور بہت سا اسلحہ مجاہدین کے ہاتھ آیا۔

تحصیل علی شنگ میں روسیوں کا ایک بہت بڑا حملہ پسپا کر دیا گیا۔ نتیجہ میں تیرہ ٹینک راکٹ لینچر کے ذریعے تباہ ہوئے اکانوے روسی بھی جہنم رسید کر دئے گئے۔ اور بیس افراد افغان فوجیوں نے بمعہ اسلحہ مجاہدین کے آگے ہتھیار ڈال دئے۔ اسی طرح اور بھی اس شہید کے مجاہدانہ کارنامے ہیں۔

افغان تقویم کے مطابق آپ میزان کی سات تاریخ ۱۳۲۰ خرونی کے مقام پر ۲۹

ستمبر ١٩٨١ء کو شہید کر دیئے گئے

خدا رحمت کند ایں عاشقان پاک طینت را

مولانا سید عبدالستار حقانی قندہاری شہید

پوچھے ہے کیا وجود عدم اہل شوق کا
آپ اپنی آگ کے خس و خشاک ہو گئے

تاریخ کے اوراق پریشان میں ان الوالعزم اصحاب عزیمت اور حرارت ایمانی سے گرم ارباب ہمم کی داستانہائے شوق نکھری اور بکھری پڑی ہیں جنھوں نے اپنی حیات مستعار اور لمحہ ہائے زیست کو ناموس ملت و دین اور آبروئے قوم و ملک پرنثار و نچھاور کر دیئے اور آج تک ان کے تذکرے ایمان افروز قصے اور حیرت انگیز واقعات زیب داستان اور گرمی ایمان و ایقان کے لئے مہمیز کا کام دیتے ہیں ۔ بقول شاعر

ہو المسلک ماکررتہ یتضوع

مملکت افغانستان پر جس دن سے سرخ سامراج نے شرمناک انقلاب کے ذریعہ قبضہ کیا اس وقت سے لے کر آج تک روزانہ بادہ نوشان مئے وحدت اور شمع نبوت کے پروانے سینکڑوں کی تعداد میں قربان ہوتے رہے ہیں اور یوں تبوک و یرموک اور بدر و حنین کی یادوں کے عطر بیز و سحر انگیز جھونکے دل و دماغ کو معطر کرتے چلے آ رہے ہیں ان کشتگان ستم اور کا واں شوق میں ایک ہمارے دوست اور دیرینہ ساتھی مجاہد کبیر مولانا سید عبدالستار قندہاری حقانی بھی ہیں جو گذشتہ ماہ ٢٨ صفر ١٤٠٤ھ کو جادہ پیایان راہ شہادت میں شامل ہو گئے ۔

راقم نے ایک افغان شہید کی تصویر سے متاثر ہو کر ایک نظم لکھی تھی جس کے چند اشعار اپنے قریبی ساتھی شہید مظلوم کی نذر کرتا ہوں کیونکہ ہمارے پاس چند آنسوؤں اور ٹوٹے پھوٹے اشعار کے علاوہ اور کیا ہے جسے بطور عقیدت اس عظیم سپوت کو پیش کریں

تجھ کو خبر نہیں ہے کہ اس فرد کا سینہ
مرقد ہے حسرتوں کا امیدوں کا دفینہ

بازی لگائی جان کی ناموس قرآن پر
نازاں ہے جس پر حضرت والائے مدینہ

نے عاشق لیلی ہے نہ شیریں کا طلب گار
اس فرد کا انداز جنون اور ہی کچھ ہے

اس پر حضرت امیر شریعت سید عطاءاللہ شاہ بخاری کا واقعہ یاد آیا مولف مکاتب امیر شریعت رقم طراز ہے کہ شاہ جی کی موزونی طبع کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جا سکتا ہے کہ ساحر لدھیانوی نے قحط بنگال پر نظم لکھی ہے اس کے ایک بند کا دوسرا شعر نہیں ہو رہا تھا ۔ شاہ جی نے نظم پڑھی تعریف کی ساحر سے کہا کہ اس کا صلہ یہ چند آنسو ہیں انہیں فقیر کا نذرانہ سمجھ تو ہم بھی سوائے آنسو کے اور کیا پیش کر سکتے ہیں ۔

شہید موصوف کو میں بہت ہی قریب سے جانتا ہوں اس کے دونوں بھائی مولانا عبدالغنی حقانی اور عبدالمجید حقانی دارالعلوم حقانیہ کے فضلاء ہیں دارالعلوم کی تعطیلات رمضان میں ہمارے گاؤں زروبی آیا کرتے تھے علوفسب کے ساتھ ساتھ کیونکہ ان کا خاندان سادات سے تعلق رکھتا ہے اللہ تعالی نے ان کو ذہن ثاقب اور بے مثل قوت حافظہ سے خاندانی طور پر نوازا تھا ۔ یہ وہ وہبی ملکہ ہے جو بہت کم لوگوں کو نصیب ہوتا ہے ۔ مولوی عبدالغنی صاحب حقانی نے تقریباً سات آٹھ سال دارالعلوم حقانیہ میں گزارے ہیں اور ابتدا سے لے کر دورہ حدیث تک تمام علوم و فنون کی تکمیل یہاں کر کے سند فراغت حاصل کی ان کے دورہ حدیث کے دوران دوسرا بھائی مولوی عبدالمجید حقانی نے دارالعلوم حقانیہ میں داخلہ لیا پھر ١٧ شوال ١٣٩٧ھ کو شہید مظلوم نے داخلہ لیا اور مندرجہ ذیل کتابیں لیں ۔

مطول ۔ قاضی مبارک شرح جامی، منی اور اصول الشاشی اس سے پہلے دیگر کتابیں آپ نے اپنے وطن میں مختلف مدارس اور درسوں میں پڑھی تھیں ۔ اگلے سال ١٣٩٨ھ کو بیضاوی شریف امور عامہ تلویح و توضیح مسلم الثبوت شرح عقائد اور خیالی وغیرہ کتابیں شروع کیں ۔ تیسرے سال دورہ موقوف علیہ میں داخلہ لیا اس وقت عمر تقریباً بیس اکیس سال تھی اسی سال تعلیمی سال کے چار پانچ مہینے گزارنے کے بعد آپ اور آپ کے دوسرے ہم وطن ساتھیوں کے دل میں جہاد کا داعیہ پیدا ہوا اور اس کے لئے تیاری شروع کی روانگی سے قبل اپنے اساتذہ سے خصوصی دعاؤں کی درخواست کی صوبہ قندہار سے جہاد کا آغاز کیا یہ جہاد کا ابتدائی دور تھا ۔ حالات اور ماحول سازگار نہ تھے لیکن یہ سرفروش سر ہتھیلی پر رکھ کر بے سروسامانی کی حالت میں اعلاء کلمتہ اللہ کے لئے کمربستہ ہو گئے اور شجاعت و بہادری کے ایسے کارنامے سرانجام دئے کہ انسانی عقل اس کو تسلیم کرنے پر آمادہ نہیں ہوتی کچھ عرصہ بعد اس قافلے کا ایک فرد مولوی محمد اللہ قندہاری کمیونسٹ درندوں کے ہاتھ لگا انہوں نے انہیں جیل میں ڈال دیا ہر قسم کی جسمانی اذیتیں پہنچائیں ۔ بجلی کے کرنٹ لگائے بھوکا پیاسا رکھا اس کے بعد انہیں سیڑھیوں سے گرا کر اس پر چھلانگیں لگائیں لیکن اس پیکر استقامت کے پائے ثبات میں کسی قسم کا تنزلزل واقع نہ ہوا ۔ اور انتہائی مظلومیت کے عالم میں شہادت کی خلعت فاخرہ سے نوازے گئے ۔ رحمہ اللہ ہمارے یہ مولانا عبدالستار قندہاری شہید تقریباً ایک سال تک قندہار کے محاذ جنگ میں برسرپیکار رہے لیکن اکثر پرانے ساتھی غزنی کے محاذ پر مصروف جنگ تھے اس لئے دوستوں کی ایما پر غزنی تشریف لے گئے اس کے پہنچتے ہی مجاہدین کے جوش اور جذبہ میں حرارت ایمانی کی نئی لہر دوڑ گئی اگرچہ عمر میں تمام ساتھیوں سے چھوٹے تھے لیکن شجاعت اور بہادری کی وجہ سے تمام ساتھی حتی کہ ان کے جماعت کی امیر بھی آپ کی رائے کو اولیت دیتے اور قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے ہمارے یہ شہید ساتھی غزنی کے محاذ جنگ سے استاذ محترم حضرت مولانا سمیع الحق صاحب مدظلہ کو ایک مکتوب میں لکھتے ہیں ۔

" بعد از رخصتی دارالعلوم حقانیہ صوبہ غزنی رفتم ۔ درصوبہ غزنی امیر مجاہدین مولانا معراج الدین فاضل دارالعلوم حقانیہ بود ۔ یک بار مجاہدین درکمان اور برفوج شوروی حملہ کرد ۔ بسیار ٹینک تباہ شدہ و پانزدہ صد روسی فوجیاں ہلاک ۔ دیگر بار حملہ کرد ۔ دو عدد جہاز تباہ شدہ و چہار ٹینک و دو نیم صد فوجی ہلاک ۔ دیگر بار درحملہ ' مجاہدین نوٹینک تباہ شد بہ فضل خداوند تعالی دعائے خیر بہ ہیمت اجتماع دربارہ مجاہدین افغانستان بکید " ۔ (نقل از الحق جمادی الاولی ١٤٠١ھ)

شجاعت اور دلیری میں بے نظیر تھے کئی روسی اور کمیونسٹ خلقی آپ کے ہاتھوں جہنم رسید ہوئے ۔ تن تنہا ایک فوجی علاقہ میں گھس گئے اور انہیں کہا کہ اب تم ہماری حراست میں ہو ۔ کیونکہ میرے ساتھیوں نے (مجاہدین) تمہیں گھیرے میں لے رکھا ہے اس طرح اس تمام یونٹ نے تسلیم کر لیا یعنی سپر ڈال دی ۔ میدان جہاد سے اکثر سردیوں کے موسم میں تشریف لایا کرتے تھے ۔ کیونکہ وہاں

پہاڑوں پر برف باری کی وجہ سے مشکلات سے دو چار ہونا پڑتا ہے حسب معمول دارالعلوم حقانیہ بھی تشریف لائے آپ کا سر زخمی تھا میں نے ان سے اس زخم کے بارے میں پوچھا تو کہنے لگے کہ ہم تین ساتھی ایک فوجی بارک کے قریب گئے اسے اڑانے اور بارود رکھنے کے لئے گڑھا کھودنا شروع کیا سامنے ایک مورچہ سے گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی میرے ساتھی اپنے کام میں مشغول رہے اور میں اس مورچے کی طرف گیا اس مورچہ میں موجود فوجی کے ہاتھ میں کلاشنکوف تھا میں نے بڑھ کر کلاشنکوف تھام لیا وہ چھڑانے لگا لیکن میں نے بھی اس کو مضبوطی سے پکڑ رکھا تھا میں نے اس کے کان میں کہا کہ یہ چھوڑو ۔ گولیاں کیوں ہم پر برساتے ہو ہم طالب علم ہیں اپنے اساتذہ سے دعائیں لے کر آئے ہیں وہ بالکل خاموش رہا اور بدستور کلاشنکوف چھڑانے میں زور لگا رہا تھا اتنے میں اس نے گولی چلا دی گولی میرے سر کے اوپر چمڑے کو چیرتی ہوئی چلی گئی اس کے بعد میرا دوسرا ساتھی آیا ۔ اس نے اس کو ایک آہنی ہنٹر سے مارنا شروع کر دیا تاآں کہ اس نے کلاشنکوف چھوڑا ۔ بعد میں اسے واصل جہنم کر دیا ۔

ظرافت طبع اور خوش مذاقی میں بھی اپنے ساتھیوں سے فائق تھے ہر ایک طالب علم کے ساتھ نہایت ہی خندہ پیشانی سے ملتے خواہ اس کے ساتھ واقفیت ہو یا نہ ہو اسی وجہ سے تمام طالب علموں میں ہر دلعزیز تھے ایک دن اپنے ساتھیوں کو ایک واقعہ سنایا جس سے ساری محفل کشت زار ظفران بن گئی اس نے کہا کہ ایک دن ہم جہاد میں مصروف تھے کہ گولیوں کی بوچھاڑ شروع ہو گئی ہم میں ایک بوڑھا آدمی بھی تھا ۔ اس نے کہا یہ طالب علم آگے ہو جائیں کیونکہ ان لوگوں کا کیا ہے صرف ایک جان ہے یہ رہے یا نہ رہے اور ہم تو عیال دار ہیں میں نے کہا کہ ہمارا کیوں کوئی نہیں ۔ حقانیہ میں ہمارے دوست ساتھی ہیں ہمارے لئے وہ اتنے عزیز ہیں جیسا کہ آپ کو اپنے اہل خاندان ۔ ہم ان کو کسی بھی صورت نہیں بھول سکتے ۔

ان کے پرانے قریبی دوست اور جہاد کے ساتھ جلاد خان راوی ہیں کہ :-
غزنی کے محاذ پر ہم کیونسٹوں کے ساتھ برسرپیکار تھے شہید موصوف کے ہاتھ میں راکٹ تھا سامنے ایک ٹینک سے گولیاں برسنی شروع ہوئیں گولیاں اس کے سر کے اوپر اور بالکل قریب سے گزر رہی تھیں ہم نے کہا بیٹھ جاؤ یا تم بھی اس پر گولی چلاؤ اس نے کہا نہیں ان گولیوں کے چلنے کی آواز سے مجھے لذت محسوس ہوتی ہے اور میں زندہ حالت میں اس شخص سے مشین گن چھینوں گا وہ گولیاں برساتا رہا اور یہ مجاہد آگے بڑھتا رہا اور بغیر کسی تکلیف یا گزند کے اس خلقی پر مشین گن سمیت قبضہ کر لیا ۔

بندہ کو خود ایک واقعہ سناتے ہوئے کہا کہ میں نے ایک دن ایک روسی پائلٹ پکڑ لیا ۔ وہ معمولی فارسی جانتا تھا میں اسے اپنے ساتھیوں کے پاس لے آیا ہمارے پاس روٹی کا چنداں انتظام نہ تھا ایک ساتھی روٹی پکاتا اور کچھ معمولی سالن جس سے بمشکل ہمارا پیٹ بھرتا اور اب اس قیدی کی شکل میں ایک اور ساتھی کا اضافہ ہو گیا ہم اس کے لئے روٹی اور سالن الگ رکھتے اور خود ہم اپنے ساتھی اکٹھے بیٹھ کر کھاتے وہ روسی پائلٹ جب سیر نہ ہوتا تو ہمارے برتن سے ایک نوالہ اٹھا لیتا بس پھر ہم اسے نہ کھاتے وہ روسی اس برتن کو اپنے سامنے رکھ لیتا اور شکم سیر ہو کر کھاتا ۔

شہید موصوف غزنی کے محاذ سے نہایت مطمئن تھے اس محاذ سے کسی دوسرے محاذ پر جانا پسند نہ کرتے چنانچہ جب آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو ساتھیوں نے ان کی لاش گاڑی میں دوسری جگہ لے جانی چاہی تو گاڑی ایک قدم بھی آگے نہ بڑھی بار بار کوشش کی گئی مگر کامیابی نہ ہوئی بالآخر انہوں نے وہیں آپ کو سپرد خاک کیا کتنا خوش نصیب ہے وہ انسان جس نے محمود بت شکن کے دیس میں شہادت پائی اور ان مجاہدوں کی سرزمین میں آسودہ خواب ہوئے ۔

ہری ہے شاخ تمنا ابھی جلی تو نہیں
جگر کی آگ دبی ہے مگر بجھی تو نہیں

جفا کی تیغ سے گردن وفا شعاروں کی
کٹی ہے برسرمیدان مگر جھکی تو نہیں

یوں قید سے چھٹنے کی خوشی کس کو نہ ہو گی
پر تیرے اسیروں کی دعا اور ہی کچھ ہے

سرکش نہیں باغی نہیں غدار نہیں ہم
پر ہم پہ تقاضائے وفا اور ہی کچھ ہے

اللہ تعالیٰ مرحوم کو شہدا کے مراتب عالیہ سے نوازے اور پسماندگان ' ان کے والد بزرگوار حاجی عبدالغفار صاحب و محترم مولوی عبدالغنی حقانی و مولوی عبدالمجید حقانی اور شہید مظلوم کی جماعت کے امیر قاری تاج محمد صاحب کو صبر جمیل کی توفیق نصیب فرمائے ۔ خدا کرے کہ مولوی سید عبدالستار حقانی شہید کا خون رنگ لائے اور انہوں نے جس عظیم مقصد کے لئے جان کی قربانی دی وہ مقصد حصول سے ہمکنار ہو جائے تاکہ اس کی بے چین ومضطرب اور سیماب فطرت روح کو تسکین ہو ۔

کلیوں کو میں سینے کا لہو دے کے چلا ہوں
برسوں مجھے گلشن کی فضا یاد کرے گی

بقول رئیس امروہوی ؎

حسن شفق و رنگ حنا اور ہی کچھ ہے
پر سرخی خون شہدا اور ہی کچھ ہے

صوفی کی مناجات فلک گیر ہے لیکن
مردان مجاہد کی دعا اور ہی کچھ ہے

جینا ہی نہیں کش مکش زیست کا مقصود
ذوق اجل و جہد بقا اور ہی کچھ ہے

اے سجدہ گزار حرم وعظمت اقبال
سجدہ ! تہ شمشیر قضا اور ہی کچھ ہے

کافور جنازہ میں ہے کچھ اور ہی خوشبو
عطر کفن اہل وفا اور ہی کچھ ہے

مولانا احمد گل شہید ' مولانا فتح اللہ شہید اور مولانا طالب محمد شہید

من المومنین رجال صدقو ما عاھدو اللہ علیہ فمنھم من قضی نحبہ ومنھم

ایمان والوں میں کتنے مرد ہیں کہ سچ کر دکھایا جس پر قول کیا تھا اللہ سے پھر کوئی ہے ان میں کہ پورا کر چکا اپنا ذمہ اور کوئی ہے ان میں راہ دیکھتا (یعنی انتظار میں ہے)

مولانا احمد گل شہید

جس دھج سے کوئی مقتل میں گیا وہ شان سلامت رہتی ہے
یہ جان تو آنی جانی ہے اس جان کی کوئی بات نہیں

اخبارات میں یہ خبر شہ سرخیوں کے ساتھ شائع ہوئی غیر ملکی پریس اور ذرائع ابلاغ نے اس پر سیر حاصل تبصرے کئے کہ جہاد افغانستان میں برسرپیکار مجاہدین کے صف اول کے رہنما مولانا احمد گل صاحب حقانی نے پکتیا کے محاذ پر روسی استعمار کے گماشتوں کے ہاتھوں جام شہادت نوش کیا اور یوں مجاہدین افغانستان ایک سربکف مجاہد ایک سرفروش رہنما ایک عظیم الشان عالم دین اور کفن بردوش منظم سے محروم ہو گئے یہ جگر پاش اور دلخراش سانحہ اس وقت پیش آیا جب وہ دشمن کے مورچوں کو سبوتاژ کرنے میں مصروف تھا اور برابر پیش قدمی کرتا رہا تاآنکہ دشمن نے ان کے گرد گھیرا ڈالا اور انکے درمیان محصور ہوئے دشمن برابر اس کے گرد گھیرا تنگ کرتے رہے بالآخر مجاہد موصوف توپوں کی شدید گولہ باری کی زد میں آگئے اور نہایت ہی بے جگری کے ساتھ مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے بارگاہ رب العزت میں سربلندی دین اور آزادی ملت کی خاطر جان کا نذرانہ پیش کیا اور یوں ان کی بے چین و بے قرار سیماب صفت جان کو تسکین نصیب ہوئی۔

بقول جگر مراد آبادی مرحوم

جان ہی دے دی جگر نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا

ہفت روزہ تکبیر کراچی کے مدیر شہیر نے چند ہفتے قبل محاذ جنگ میں اس عظیم مجاہد کے ساتھ ملاقات کی تھی اور ان پر تبصرہ اور محاذ کے متعلق نہایت ہی قیمتی معلومات فراہم کی تھیں جس میں آپ کا انٹرویو بھی شامل تھا پھر اس کی بعد آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا تو تکبیر کے جہاد افغانستان نمبر میں ان پر نہایت ہی دل آویز انداز میں تبصرہ کیا اب تکبیر کا شمارہ نمبر ۳۸ جلد نمبر ۷ میرے ہاتھ میں ہے۔ اس میں مدیر محترم نے "مجاہدین افغانستان کے دیس میں" کے زیر عنوان جو سلسلہ سفر افغانستان شروع کیا ہے اس میں آپ نے اس عظیم مرد مجاہد کے بارے میں جو بصیرت افروز خیالات پیش کئے ہیں اور ان کے جذبہ جان سپاری پر داد تحسین اور عقیدت و محبت کے جو پھول نچھاور کئے ہیں وہ آپ نے الحق کے پچھلے شمارہ میں ملاحظہ فرما لیا ہو گا۔

مولانا احمد گل حقانی نے مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں مورخہ یکم محرم الحرام ۱۳۸۷ھ کو فارم داخلہ پر کیا۔ ابتدائی تعلیم آپ نے وطن میں مختلف مدارس اور مساجد میں حاصل کی اس کے بعد اعلی تعلیم اور منتہی کتابیں پڑھنے کے لئے دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کی شبانہ روز محنتوں اور ان کے اخلاص و للہیت کا اثر ہے کہ جہاں بھی جوہر قابل تھا مادر علمی کی مقناطیسی جاذبیت نے اسے اپنی طرف متوجہ کیا کچھ عرصہ آپ حضرت شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کی مسجد میں رہائش پذیر تھے اور وہاں پر حضرت الشیخ کی آغوش شفقت میں چند مہینے گذارے آپ ان کے خدام خاص میں شامل تھے اور کئی دفعہ حضرت الشیخ کی امامت کی سعادت بھی حاصل کی حضرت الشیخ نے ان کو اپنی دعوت مستجابہ سے خوب خوب نوازا۔ پھر اس کے بعد جب دارالعلوم کے دارالاقامہ (ہاسٹل) میں منتقل ہوئے تو یہاں بھی فارغ اوقات میں اپنے اساتذہ کے ہاں باقاعدہ حاضری دیتے اور ان کی خدمت گذاری و اطاعت شعاری کو اپنا وطیرہ بنایا۔ ذہانت و قابلیت کا یہ عالم تھا کہ تمام کتابوں کو اپنے ہم درس ساتھیوں کے ساتھ تکرار کرتے۔ اس کے ساتھ تہجد گزار قائم اللیل و صائم النہار بھی تھے دورہ حدیث میں آپ نے چھ سو نمبرات پورے حاصل کئے اور پانچ نمبرات انعامی اور حوصلہ افزائی کے تو کل چھ سو پانچ نمبرات آپ نے حاصل کئے۔

مولانا جلال الدین صاحب حقانی جو کہ جہاد افغانستان میں مجاہدین کے کمانڈر ان چیف ہیں ان دونوں کا زمانہ طالب علمی سے گہرا تعلق تھا۔ اور ہم پیالہ اور ہم نوالہ کے مصداق اتم تھے۔ دونوں نے ایک ہی سال داخلہ لیا اور ایک ہی کتابیں پڑھتے تھے اور ایک ہی سال فارغ ہوئے لطف کی بات یہ ہے کہ دورہ حدیث میں مولانا جلال الدین حقانی کے ۶۰۶ نمبرات ہیں جبکہ آپ کے ۶۰۵۔

پھر جب جہاد افغانستان کا آغاز ہوا اور مجاہدین نے باقاعدہ مسلح جہاد کا عزم کیا تو بھی دونوں ایک دوسرے کے شانہ بشانہ جہاد میں مصروف ہوئے۔ دوستی کا یہ مظاہرہ کمتر دیکھنے میں آیا ہے لیکن آپ کی شہادت نے دوستی کے اس عظیم اور مضبوط بندھن کو توڑا اور بقول شاعر

وکنا کند ما فی جذیمہ حقبہ
من الدھر حتی قیل لن یتصدعا

فلما تفرقنا کانی و مالکا
لطول اجتماع لم نبت لیلتہ معا

فتی کان احیی من فتاہ حیتہ
واشبع من لیث اذا ما تمنعا

ترجمہ: مدتوں ہم لوگ جذیمہ ندیموں کی طرح رہے یہاں تک کہ یہ کہا گیا کہ یہ لوگ ایک دوسرے سے کبھی جدا نہ ہوں گے اور جب ہم بچھڑ گئے تو طول مصاحبت کے باوجود ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میں نے اور مالک نے ایک رات بھی بسر نہیں کی میرا بھائی دوشیزہ سے زیادہ باحیا اور شیر سے زیادہ بہادر اور خوددار تھا"

موصوف نہایت ہی خوش لباس و خوش اطوار اور سادگی کی مجسم تصویر تھے۔ عالم شباب ہی میں آپ کے چہرہ سے نورانیت ٹپکتی تھی اور مصداق حدیث اذا رأوا ذکر اللہ کے مظہراتم

نگاہوں سے برستی ہے اداؤں سے ٹپکتی ہے
محبت کون کہتا ہے کہ پہچانی نہیں جاتی

راقم الحروف نے جب یہاں مادر علمی میں داخلہ لیا تو ان کے ساتھ ملاقات ہوتی رہی کیونکہ وہ ہمارے کمرہ کو حضرت والد مرحوم علامہ عبدالحلیم صاحب صدر المدرسین دارالعلوم حقانیہ کے پاس بعد از نماز عشاء تشریف لاتے اور مولانا جلال الدین بھی آپ کے ہمراہ ہوتے اپنے شفیق استاد کو دباتے ان کے سر کو مالش کرتے اور دیر تک حضرت صدر صاحب سے استفادہ فرماتے رہتے۔ یہ بابرکت محفل انجمن قدسیاں کا حسین منظر اور دلکش سماں پیش کرتی اگر کبھی

ناغہ ہو جاتا تو حضرت صدر صاحب قدس سرہ ان سے ناغے کے بارے میں دریافت فرماتے کہ آپ کیوں رات تشریف نہیں لائے کوئی مہمان وغیرہ آیا تھا یا اور کوئی سبب مولانا احمد گل حقانی اور مولانا جلال الدین حقانی ایک دوسرے کو دیکھتے پھر مولانا احمد گل صاحب فرماتے کہ ایسی کوئی وجہ نہیں بلکہ کبھی کبھی ہم قصداً" ناغہ کرتے ہیں کیونکہ ہمارے وجہ سے آپ کے آرام اور اوراد معمولات میں فرق اور خلل پڑتا ہے ۔ حضرت صدر صاحب متبسمانہ لہجے میں فرماتے کہ آ نے مجھے عادی بنایا ہے تو اس وجہ سے آپ لوگوں کا انتظار کرتا ہوں ۔ آہ

کچھ ایسے بھی اٹھ جائیں گے اس بزم سے جن کو
تم ڈھونڈنے نکلو گے مگر پا نہ سکو گے

اور بقول علامہ اقبال

رو رہی ہے آج اک ٹوٹی ہوئی مینا اسے
کل تلک گردش میں جس ساقی کے پیمانے رہے

خیر تو ساقی سہی لیکن پلائے گا کسے
اب نہ وہ میکش رہے باقی نہ میخانے رہے

مجھے ایک لطیفہ یاد آیا ہوا یوں کہ دارالعلوم حقانیہ کی وسیع جامع مسجد میں نماز مغرب اکثر مولانا احمد گل صاحب پڑھاتے اس میں عام طور سے آپ سورہ یٰسین کی چند آیات تلاوت کرتے ایک دن ان سے میں کہا کہ غالباً" آپ کو قرآن پاک میں ان آیتوں کے علاوہ اور کوئی حصہ یاد نہیں کہ بس آپ و مالی لا اعبدالذی فطرنی الایتہ پڑھتے ہیں اس پر آپ کا چہرہ چمک اٹھا اور دل آویز تبسم فرمایا ۔ اور کہا کہ آپ لوگ ہر چیز کو مد نظر رکھتے ہیں ۔

بندہ نے جب آپ کی شہادت کی خبر سنی تو دماغ کے سکرین پر آپ کا سراپا گردش کرنے لگا وہ نماز مغرب یہ لطیفہ وہ تبسم اس کے ساتھ ہی یہ آیت جو کہ آپ نماز مغرب میں پڑھا کرتے یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین

بہر تسکین دل میں رکھ لی ہے غنیمت جان کر
جو بوقت ناز کچھ جنبش ترے ابرو میں تھی

سردار داؤد کے دور حکومت میں آپنے افغانستان سے ہجرت کی تھی اس وقت سے لے کر تا دم مرگ انہوں نے ہزاروں کمیونسٹوں دہریوں روسی اور کارمل فوجیوں کو واصل جہنم کیا آپ کے سرفروشانہ کارناموں کا سلسلہ کافی طویل ہے وفات سے چند دن قبل موضع باڑی میں دشمن کے ایک بہت بڑے حملے کو پسپا کیا جس میں دشمن کو کافی نقصان پہنچایا اور ان کو ہزیمت اٹھانی پڑی اس لڑائی میں مجاہدین نے اسلحہ کے کافی ذخیرے پر قبضہ کر لیا اور مال غنیمت میں کافی اشیاء ہاتھ آئیں بالاخر اگست بروز جمعتہ المبارک آپ کی شہادت کا واقعہ پیش آیا ۔ افغانستان کے صوبہ پکتیا میں بمقام الانیرہ آپ کو خداوند قدوس نے خلعت شہادت سے نوازا اور دوسرے دن بروز ہفتہ ہزاروں اشک بار آنکھوں اور دھڑکتے دلوں نے ان کی نماز جنازہ میں شرکت کی اور میراں شاہ کے قبرستان شہداء متصل تبلیغی مرکز میں آپ سپرد خاک کر دئے گئے ۔

اور یوں شہدا بدر وحنین اور خونین کفنان یرموک و تبوک میں ایک اور خونین کفن کا اضافہ ہوا ۔

شہادت ہے مطلوب و مقصود مومن
نہ مال غنیمت نہ کشور کشائی

سلام ہو اس مرد مومن کی روح پر ، جو حق کی خاطر جیا اور حق کی خاطر مرا ۔ اولا" اپنی زندگی کی بہاریں تحصیل علم پر نثار کیں اور جب تحصیل علم سے فراغت حاصل کی تو اس کی خوداری اور حمیت نے یہ گوارا نہ کیا کہ دہریوں اور کیمونسٹوں کے ناپاک قدم افغانستان کی سرزمین میں داخل ہوں ۔ انہوں نے اس کے خلاف باقاعدہ مسلح جہاد کا آغاز کیا ۔ اور ایک ایسی وادی پر خار میں قدم رکھا کہ قدم قدم پر کلفتیں اور صعوبتیں ان کا استقبال کرتی رہیں کبھی پینے کے لئے پانی نہ ملا کبھی کھانے کے لئے درختوں کے پتوں پر گزارا کیا کئی کئی دن فاقہ کشی میں گذارے بستر پر خواب ان کے لئے محض ایک خواب اور قصہ پارینہ سے کم نہ تھا ۔ تا آں کہ اپنی منزل شہادت کو پا لیا ۔

در رہ منزل لیلی کہ خطرہاست بجاں
شرط اول قدم آن ست کہ مجنون باشی

مولانا حبیب الرحمان حقانی شہید عرف مولانا فتح اللہ حقانی

ابھی مولانا احمد گل حقانی کا خون تازہ ہی تھا کہ کاروان کشتگان عشق اور جاں سپاران راہ خدا میں ایک اور فرد کا اضافہ ہوا ابھی ان کی جدائی کا زخم ہرا ہی تھا کہ اسی نوع کا دوسرا انتہائی المناک وکرب انگیز سانحہ قضاوقدر اور کلک تقدیر کے فیصلے کے مطابق ظہور پذیر ہوا ۔ یہ سانحہ حضرت مولانا حبیب الرحمان حقانی عرف مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کا ہے ۔

جو رکے تو کوہ گراں تھے ہم جو چلے تو جاں سے گذر گئے
رہ یار تجھے قدم قدم ہم نے یادگار بنا دیا

آپ نے دارالعلوم حقانیہ میں ۱۶ شوال ۱۳۸۹ھ کو فارم داخلہ پر کیا ۔
نام مولوی حبیب الرحمان ۔ ولدیت عبدالرحیم
مقام ۔ فکری ۔ ڈاکخانہ وزی ۔ تھانہ وزی ۔ تحصیل گردیز ۔ ضلع پکتیا ۔ صوبہ خوست ۔ ملک افغانستان یہاں دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک میں آپ نے مندرجہ ذیل کتابیں پڑھیں ۔

بیضاوی شریف ۔ حسامی ، تصریح ، شرح چغمنی ، اقلیدس ، شرح عقائد ، خیالی ، ہدایہ آخرین ، توضیح تلویح ، مسلم الثبوت ، مختصر المعانی ، شرح نخبتہ الفکر اور دورہ حدیث شریف مکمل ۱۳۹۲ ھ میں آپ تحصیل علوم سے فارغ ہوتے ہی عازم محاذ جنگ ہوئے مولانا احمد گل حقانی اور مولانا فتح اللہ حقانی دونوں حضرت مولانا جلال الدین حقانی کے دست و بازو ہیں ۔ ان سے آپ مشورہ لیتے اور ان کی رائے کو اولیت حاصل تھی تنظیمی اور دفتری امور میں بھی مولوی فتح اللہ کو کافی دخل تھا ۔ مسلح جہاد کے دوران آپ نے دہریوں اور کیمونسٹوں پر عرصہ حیات تنگ کر دیا تھا قلعہ باڑی میں جو پاکستانی سرحد کے قریب ہے ۔ وہاں پر آپ نے مولانا جلال الدین صاحب حقانی کی زیر قیادت دشمن پر بھرپور حملہ کیا جس میں دشمن کے کافی افراد کو موت کے گھاٹ اتار دئے علاوہ زیں اسلحہ کا بہت سا ذخیرہ ان کے ہاتھ لگا ۔ جس میں دو ٹینک صحیح وسالم تھے اسی طرح ڈ نگی قلعہ جس میں بہت سے روسی اور کارملی مورچہ بند تھے ۔ شہید موصوف مولانا جلال الدین اور مولانا ارسالا خان کی معیت میں اس قلعے پر حملہ آور ہوئے ۔ مال غنیمت جس میں دو بکتر بند گاڑیاں بھی تھیں کے علاوہ دشمن کے کافی سپاہی لقمہ اجل بن گئے جاج میدان میں ایک نہایت ہی سخت اور محفوظ مورچہ پر آپ نے حملہ کیا جس میں آپ بری طرح محصور ہو گئے لیکن تائیدایزدی اور نصرت خداوندی نے آپ کو صحیح و سالم رکھا قلعہ میں جتنے بھی فوجی تھے وہ

ہلاک کر دیئے گئے اور ان کے اسلحہ خانہ پر مجاہدین نے قبضہ کر لیا اس لڑائی میں ان کا ایک نڈر اور سرفروش ساتھی پیر حضرت زومان نے جام شہادت نوش کیا ۔

گذشتہ رمضان میں اسی طرح ایک معرکہ کے دوران آپ کی آنکھ شدید زخمی ہو گئی آنکھ تو بچ گئی لیکن اس کی نظر بحال نہ ہو سکی اس کی بعد آپ حج بیت اللہ تشریف لے گئے فریضہ حج کی ادائیگی کے بعد جب آپ دوبارہ محاذ جنگ پر تشریف لے گئے تو آپ کے ساتھی مولانا احمد گل حقانی کا سانحہ ارتحال پیش آیا ۔ آپ نے اپنے عزم و ہمت کے کوہ گراں ساتھی کے جنازہ میں شرکت کی اس کے دل کی کیفیت کیسی تھی اس پر اس وقت کیا بیت گئی ہو گی ۔ جب اپنے سفر و حضر محاذ جنگ اور گوریلا زندگی کی صعوبتوں کا ساتھی اس نے اپنے ہاتھوں سے آغوش قبر میں اتارا ۔

غزالاں تم تو واقف ہو کہو مجنوں کے مرنے کی
دوانہ مر گیا آخر کو ویرانے پہ کیا گذری

مولانا احمد گل صاحب شہید کی تجہیز و تکفین کے بعد آپ دوبارہ محاذ جنگ تشریف لے گئے ۔ اب کے بار آپ دشمن کے لئے شعلہ جوالہ بن گئے اپنے شہید ساتھی کے خون آلود چہرہ نے آپ کے لہو میں حدت و حرارت پیدا کی اور سر سے کفن باندھ کر ایک نئے جذبے نئے شوق اور نئے ولولے کے ساتھ مجاہدین کا ایک جیش پر طیش لے کر حملہ آور ہوئے ۔

زندگی آ تجھے قاتل کے حوالے کر دوں
مجھ سے یہ خون تمنا نہیں دیکھا جاتا

بروز جمعہ مورخہ ۱۳ ستمبر آپ لالیرڈ کے محاذ پر اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہے تھے اس کے ساتھ اس کے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی بھی تھے کہ دشمن کی طرف سے تھری مارٹر کی گولہ باری شروع ہوئی ایک گولہ آپ کے ساتھی مولانا طالب محمد حقانی پر لگا جس سے دونوں موقع پر ہی شہید ہو گئے جب ان دونوں کی شہادت کی خبر میراں شاہ پہنچی تو تمام علاقے میں صف ماتم بچھ گئی ہر چہرہ پژمردہ اور ہر سو غم واندوہ کا گھٹا ٹوپ اندھیرا تھا ۔

الٰہی ایسی تو سنسان نہ تھی ہجر کی رات
دور تک قافلہ صبح کے آثار نہیں

مجاہدین نے ان دونوں کی لاشوں کو بکسوں میں بند کئے اور وہاں سے تدفین کے لئے میراں شاہ لائے جونہی یہ بکس نمودار ہوئے ۔ آنسوؤں کا سیلاب امڈ پڑا زبان پر انا للہ وانا الیہ راجعون اور ان کے سرفروشانہ کارناموں کا تذکرہ تھا ہر آنکھ ایک جھلک دیکھنے کے لئے بے تاب تھی لیکن چونکہ ان کو چوٹیں سروں پر آئی تھیں اس لئے لوگ ان کے دیدار سے محروم رہے نماز جنازہ میں ہزاروں کی تعداد میں عوام و خواص اور علماء و مشائخ نے شرکت کی مولوی فتح اللہ شہید کے بھائی مولانا عبدالرحمان نے نماز جنازہ پڑھائی اس کے بعد یہ دونوں میراں شاہ کی قبرستان شہداء میں سپرد کر دئے گئے جہاں مولانا احمد گل حقانی کی روح استقبال کے لئے موجود تھی ہفت روزہ تکبیر کے مدیر محترم مولانا فتح اللہ حقانی کے بارے میں اپنے تاثرات یوں بیان کرتے ہیں ۔

" صوبہ پکتیا میں حالیہ روسی حملہ کے نتیجے میں مولوی احمد گل کے بعد ایک عظیم کمانڈر مولوی فتح اللہ شہید ہو گئے مولوی فتح اللہ بھی ژان ہی میں شہید ہوئے ہیں جہاں مولوی احمد گل نے جان کا نذرانہ پیش کیا تھا واضح رہے کہ صوبہ پکتیا جو افغانستان میں جہاد کی شدت کے اعتبار سے نمایاں حیثیت کا مالک ہے اپنے دامن میں ہزاروں شہداء کے لہو کی خوشبو بسائے ہوئے آج بھی روسیوں کے لئے لوہے کا چنا ثابت ہو رہا ہے ۔

یہ صوبہ اس اعتبار سے ممتاز حیثیت کا مالک ہے کہ افغانستان میں جہاد کا آغاز ہی اس سے ہوا تھا ۔ یہ سردار داود کا دور تھا جب شعائر اسلام کا کھلے عام استہزاء کیا جانے لگا اور کمیونزم کو بحیثیت ایک نظام کے قبول کرنے کی سرعام باتیں ہونے لگیں صوبہ پکتیا ہی سے رد عمل کے طور پر جہاد میں شرکت کا آغاز ہوا مولانا جلال الدین حقانی ان تمام معاملات کی رہبری کے فرائض انجام دے رہے تھے ان کے ساتھیوں میں تین افراد بہت نمایاں تھے پہلے مولوی احمد گل شہید دوسرے مولوی فتح اللہ شہید اور تیسرے مولوی نظام الدین عرف مولوی طور جو بحمد اللہ اسران مرکز کے عمومی کمانڈر ہیں جو درہ ست کنڈوپر واقع ہے ۔

مولوی فتح اللہ شہید کی عمر تقریباً" ۴۵ سال تھی ابتدائی تعلیم افغانستان کے مختلف مدارس میں حاصل کی اور اس سلسلہ میں قندہار اور غزنی کے دینی مدرسوں سے استفادہ کیا اعلیٰ تعلیم کے لئے اکوڑہ میں واقع دارالعلوم حقانیہ تشریف لے آئے اور بقیہ تعلیم کی تکمیل یہیں کی سردار داود کے دور میں جب مولانا جلال الدین حقانی نے عملی جہاد کا آغاز کیا تو مولوی فتح اللہ ان کے شانہ بشانہ شریک تھے اور تمام معاملات میں ان کے معاون خصوصی کے فرائض انجام دے رہے تھے ۔

حقانی صاحب کی غیر موجودگی میں مولوی فتح اللہ شہید یا مولوی احمد گل ہی کو تمام معاملات کی نگرانی اور مسائل کے بارے میں فیصلے کرنے کا اختیار حاصل تھا ۔ مولوی فتح اللہ شہید نے زہڑک کنڈو ستک کنڈو زرمت گردیز خوست گوگن لیژان باڑی اور دیگر بے شمار مقامات پر روسیوں کے خلاف جہاد میں بنفس نفیس حصہ لیا اور کئی معرکوں کی براہ راست کمان بھی کی ۔ ژوار مرکز کی تعمیر کے لئے جو ٹیم بنائی گئی تھی مولوی فتح اللہ اس کے اہم ترین رکن تھے انہوں نے ہی گربز کے پورے علاقے کا سروے کیا اور موجودہ جگہ کا بحیثیت اس مرکز کے انتخاب کیا ۔ جو آج افغانستان کا سب سے بڑا اور بفضل تعالیٰ سب سے مضبوط مرکز ہے ۔

مولوی فتح اللہ حقانی مجاہدین کے درمیان انتہائی واجب الاحترام حیثیت کے مالک تھے انتہائی کم گو دیکھنے میں مرنجان مرنج حلقہ یاراں میں بریشم کی طرح نرم اور رزم حق و باطل میں فولاد کی طرح سخت وہ ایسے مجاہد او عالم دین تھے کہ جن کے روز شب آہ سحرگاہی اور نالہ نیم شبی میں گذرے تھے دبلے پتلے اور درمیانی قد کی اس عظیم مجاہد کا جسم اپنے اندر بڑی توانا روح رکھتا تھا موٹے موٹے شیشوں سے جھانکتی ہوئی ان کی بڑی اور روشن آنکھیں اور ہونٹوں پر ہلکی سی مسکراہٹ اپنے مخاطب کا دل موہ لیتی تھیں ہر فرد سے ملتے وقت اپنی باہیں کشادہ کرکے اسے سینے سے لگاتے اور دیر تک اس کا حال و احوال پوچھتے ۔

۱۳ ستمبر جمعہ کا روز تھا جو دو روز قبل فریضہ حج کی ادائیگی سے واپس لوٹے تھے لیژان کے مرکز پر واقع ایک بلند مورچے میں اپنے دو ساتھیوں کے ہمراہ جن میں سعید خیل کے علاقے کے کمانڈر شاہ معین اور میراں شاہ میں مجاہدین کے دفتر انچارج مولوی صالح محمد (طالب محمد فانی) شامل تھے جنگی حکمت عملی کے بارے میں تبادلہ خیال کر رہے تھے بمباری پوری شدت سے جاری تھی اور قریب ہی واقع دشمن کی چھاؤنی اور اس کے حملہ آور کنوائے سے ٹینکوں توپوں اور مارٹر کی گولہ باری سے پہاڑوں کی چٹانیں ریزہ ریزہ ہو رہی تھیں مولانا فتح اللہ بمباری کی شدت سے بے نیاز اپنے سامنے پورے علاقے کا نقشہ پھیلائے

مجاہدین اور دشمنوں کی پوزیشنوں کا جائزہ لے رہے تھے کہ ناگہاں ۱۰۷ ایم ایم مارٹر توپ کا ایک گولہ عین مورچے میں آگرا اور مولوی فتح اللہ اپنے دو عظیم ساتھیوں کے ساتھ موقع پر ہی شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

مولانا طالب محمد حقانی

اب کاوش محروم تجھے ڈھونڈ رہی ہے
اک تو ہی تو سرمایہ خون جگراں تھا

آپ نے دس سال کا طویل عرصہ دارالعلوم حقانیہ میں گذارا مورخہ ۲۹ شوال ۱۳۸۳ھ کو فارم داخلہ پر کیا۔ نام اور مکمل پتہ۔ طالب محمد ولد عید ملوک۔ مقام مندوزی۔ڈاک خانہ تھانہ اسماعیل خیل۔ ضلع گرویز سنہ وار کتب مقروءہ کی تفصیل یہ ہے۔

۱۳۸۴ھ کافیہ، مرقاۃ مجموعہ منطق ایسا غوجی
۱۳۸۵ھ شرح جامی۔ کنزاولین شرح تہذیب اصول الشاشی
۱۳۸۶ھ مختصر المعانی۔ نور الانوار قطبی مقامات حریری
۱۳۸۷ھ مطول سلم العلوم متنبی میبذی رشیدیہ
۱۳۸۸ھ شرح عقائد صدرا۔ شمس بازغہ۔ ملاحسن۔ میرزاہد۔ رسالہ قطبیہ۔ تجوید
۱۳۸۹ھ ہدایہ صلوۃ۔ کنزآخرین قاضی مبارک
۱۳۹۱ھ امور عامہ بیضاوی شریف تلویح توضیح جلالین
۱۳۹۲ھ مشکوۃ شریف۔ جلالین۔ ہدایہ آخرین۔ شرح نخبۃ الفکر
۱۳۹۳ھ دورہ حدیث شریف۔

ابتدائی سالوں میں آپ یہاں ایک مسجد میں رہائش پذیر تھے اس کے بعد مدرسہ کے ہاسٹل میں منتقل ہو گئے نہایت ہی عابد و زاہد نیک سیرت اور محنتی تھے مولانا فتح اللہ شہید اور یہ دونوں ایک ہی دارالاقامہ میں رہتے تھے پھر جب افغانستان میں روسی انقلاب آیا تو آپ دونوں نے وہاں سے ہجرت کی اور مجاہدانہ سرگرمیوں میں مصروف ہو گئے عملی جہاد کے ساتھ ساتھ تنظیمی امور میں بھی حصہ لیتے تھے چنانچہ آپ میراں شاہ میں دفتر مجاہدین کے انچارج اور منتظم اعلیٰ تھے۔

مولانا طالب محمد اور مولانا فتح اللہ حقانی کی شہادت کا واقعہ ایک ساتھ پیش آیا جس کی تفصیل گزر چکی ہے ان دونوں کی نماز جنازہ مولانا فتح اللہ حقانی کے بھائی مولانا عبدالرحمان نے یکے بعد دیگرے پڑھائی اور میران شاہ میں۔قبرستان شہداء میں ابدی نیند سو گئے۔

رحمت حق تیرے مرقد پر گہرباری کرے
حشر میں شان کریمی ناز برداری کرے

مولانا میرا جان شہید

مولانا میرا جان شہید بھی ان خوش نصیب افراد میں سے ہیں جن کو خداوند قدوس نے اپنی آغوش رحمت میں لے کر خصوصی اعزاز واکرام یعنی خلعت شہادت سے نوازا۔ آپ نے فنون کی اکثر کتابوں کی تکمیل یہاں مادر علمی دارالعلوم حقانیہ میں کی اور سند فراغت بھی یہاں سے حاصل کی آپ نہایت ہی ذہین و فطین اور زہد و تقوی جیسے اخلاق و صفات حمیدہ کے مالک تھے دوران تعلیم آپ کی تمام تر توجہ اسباق و مطالعہ اور تکرار کتب پر مرکوز رہتی نہایت ہی کم گو اور باوقار کثرت مطالعہ اور تکرار کے باعث آپ پر ایک وقت ایسا بھی آیا کہ آپ کے دماغ میں خلل پیدا ہوا لیکن پھر خداوندکریم کی خصوصی عنایت سے آپ جلد ہی شفایاب ہو گئے۔

مولانا میرا جان شہید ولد محمد عزیز ضلع نعمان تحصیل علی نگار موضع سنگر میں پیدا ہوئے ابتدائی دینی تعلیم اپنے ہی گاؤں میں حاصل کی اس کے بعد اعلیٰ تعلیم کے لئے پاکستان دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے۔

فراغت کے بعد آپ نے تین سال تک مختلف مدارس میں تدریس کی لیکن ساتھ ساتھ جہاد کے لئے بھی ایام تعطیل میں محاذ جنگ پر تشریف لے جاتے تھے۔ تحصیل صوابی کے برکی مہاجر کیمپ میں آپ نے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی جس میں آپ صدارت تدریس کے عہدہ پر فائز تھے اور مجاہدین کی تنظیم میں بھی بڑھ کر حصہ لیتے تھے آپ کی شرافت طبع اور اخلاق کے باعث مجاہدین آپ پر بہت ہی اعتماد کرتے تھے اور آپ کی ہر حکم کی تعمیل نہایت ہی خندہ پیشانی سے کرتے۔

آپ کی ان مجاہدانہ سرگرمیوں نے روسی و کارمل گماشتوں کی نیندیں حرام کر دیں اور وہ ہر وقت اس کی موت اور قتل کے درپے رہتے چنانچہ ۵ محرم الحرام ۱۴۰۶ ھ کو آپ واپس پاکستان تشریف لا رہے تھے کہ سی آئی ڈی نے آپ کے خلاف کارمل حکومت کو اطلاع دی جس کے نتیجے میں روسی اور کارمل فوجوں نے آپ پر نماز فجر کے بعد ضلع کنڑ علاقہ نگہ میں چاروں طرف سے ہوائی اور زمینی حملہ کر دیا آپ اس وقت اکیلے تھے۔ پھر بھی آپنے بے جگری سے مقابلہ کیا دو افسروں اور کئی فوجیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ بالآخر آپ دشمن کے محاصرہ میں آگئے اور انہیں زندہ گرفتار کر کے لے گئے ان لوگوں نے آپ کو تسلیم کرنے کی از حد کوشش کی لیکن آپ نے ان کے سامنے ہر تسلیم خم کرنے سے انکار کیا۔ بلکہ ان کے سامنے نعرہ ہائے تکبیر بلند کیا اور کلمہ شہادت پڑھا پھر ان لوگوں نے آپ پر بندوق سے نشانے بنانے شروع کئے آپ نے انہیں کہا کہ میرے منہ اور چہرے پر نہ مارو باقی چاہو مارو اور اسی کے ساتھ آپ نے انگشت شہادت سے اشارہ کیا اور کلمہ شہادت پڑھا۔

شہادت سے تقریباً ایک ماہ قبل آپ یہاں دارالعلوم حقانیہ تشریف لائے تھے بندہ نے آپ سے اپنی سرگرمیوں کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ فی الحال تو درس میں مشغول ہوں اور یہاں صوابی کیمپ میں میں نے ایک مدرسے کی بنیاد رکھی ہے مجھے ایک کتاب کی ضرورت ہے اگر وہ کتاب یہاں کسی کتب خانے سے دستیاب ہوئی "تمہید" میں نے کہا کہ کونسی تمہید کیونکہ ایک تمہید تو مولانا عبیداللہ سندھی کی بھی ہے "التمہید" اور اب کئی کتابیں اس نام پر موجود ہیں۔ تو انہوں نے کہا کہ نہیں تمہید ابی شکور سالمی پھر آپ تشریف لے گئے۔ کسے خبر تھی کہ یہ ملاقات آخری ملاقات ثابت ہو گی

نہ ہر کہ چہرہ برافرفخت دلبری داند
نہ ہر کہ آئینہ دارد سکندری داند
ہزار نکتہ باریک تر زمو ایں جاسمت
نہ ہر کہ سر تبراشد قلندری داند

بقول اقبال یہ شہادت گہہ الفت میں قدم رکھنا ہے
لوگ آساں سمجھتے ہیں مسلماں ہونا

مولانا پیر محمد و تقی کی شہادت

دارالعلوم کے ایک لائق ہونہار جواں سال روحانی فرزند اور مجاہد فاضل جناب

مولانا پیر محمد و ثقفی فاضل حقانیہ بھی اپنے دوسرے رفقا کی طرح جہاد افغانستان میں روسی دشمن سے مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

جناب وثقفی صاحب نے درس نظامی کی تکمیل اور دورہ حدیث شریف دارالعلوم میں کیا تھا چھ سات سال دارالعلوم میں زیر تعلیم رہے حضرت شیخ الحدیث مدظلہ سے عقیدت گرویدگی تھی اخلاص و ایثار اور جذبہ قربانی کی مجسم تصویر تھے نظم و ضبط تحریک و تنظیم اور جہاد ان کی فطرت اور طبعیت ثانیہ بن چکا تھا طالب علمی کا زمانہ میں بھی تعطیلات کے ایام میں دارالعلوم سے طلبہ کی جماعتیں ساتھ لے کر میدان کارزار میں عملاً" شریک ہوا کرتے تھے۔ دارالعلوم کے تمام اساتذہ و مشائخ کے مخلص خادم اور منظور نظر تھے مرحوم کی مظلومانہ شہادت کی خبر دارالعلوم حقانیہ حقانی فضلاء اور مجاہدین کے حلقوں میں حد درجہ رنج و قلق سے سنی گئی جوں ہی یہ روح فرسا خبر دارالعلوم پہنچی تو اساتذہ و طلبہ نے ایصال ثواب کے لئے قران خوانی کی مرحوم کے لئے رفع درجات ایصال ثواب ان کے خاندان اور جملہ شہدا اور مجاہدین افغانستان کی کامیابی کے لئے دعائیں کی گئیں۔

مولانا جلال الدین حقانی کے مجاہد بھائی مولانا محمد اسماعیل کی شہادت:

گذشتہ ماہ اگست 1990ء جہاد افغانستان پکتیا محاذ کے معروف جرنیل مولانا جلال الدین حقانی کے بھائی کمانڈر محمد اسماعیل صاحب معرکہ جہاد میں زبردست سرفروشی اور قربانی اور بے مثال جرات کا مظاہرہ کرتے ہوئی اپنی مطلوب و محبوب شہادت کے حصول میں کامیاب ہو گئے اور وصال حقیقی سے سرشار اور سرفراز ہوئے مرحوم بھی اپنے بھائی کی طرح بہادر نڈر جذبہ جہاد سے سرشار اور ہر محاذ پر قائدانہ کردار کے حامل رہے اپنے بھائی کی معاونت میں اطلاعات اور وفاداری کا ایک نمونہ تھے۔ شیخ الحدیث مولانا عبدالحق اور مرکز علم دارالعلوم

حقانیہ سے عشق اور گرویدگی کی حد تک تعلق تھا۔ فرماتے جہاد میں جب بھی کوئی مشکل مرحلہ پیش آتا تو شیخ الحدیث مولانا عبدالحق کی خواب میں زیارت و ملاقات ہو جایا کرتی تھی ہمارے ڈھارس بندھ جاتی اور یقین ہوتا کہ پیش آمدہ مہم میں ہدف صیح اور کامیابی یقینی ہے اور پھر عملاً" ایسا ہی ہوتا مرحوم کی نماز جنازہ میران شاہ میں ہوئی۔

مولانا حافظ انوار الحق اور دارالعلوم کی اکابر اساتذہ نماز جنازہ میں شریک ہوئے مرحوم کی وفات سے اگرچہ مولانا جالال الدین اور تحریک مزاحمت ایک نڈر سپاہی اور جرنیل سے محروم ہو گیے مگر وہ اپنی رفقاء و حاضرین کے لئے نشان راہ ہو گئے۔ الھم ارض عنہ وارفع درجتہ امین

دارالعلوم اپنے روحانی فرزند مولان جلال الدین حقانی اور افغان مجاہدین کے ساتھ اس صدمے میں برابر کا شریک اور اسے اپنا عظیم سانحہ سمجھتا ہے باری تعالیٰ مرحوم کو بے مثال قربانی پراجر جنزیل عطا فرمادے اور شہید کے خون شہادت کے صدقے گلشن اسلام کو دشمن کے تاخت و تاراج سے محفوظ رکھے

۔

ستمبر 1991ء کا پرچہ پریس میں جا رہا تھا۔ کہ افغانستان میں گردیز کے محاذ جنگ پر فاتحہ خوست مولانا جلال الدین حقانی کی کمانڈ میں حمیت اسلامی سے سرشار اور جان نثار مجاہدین کو اس آخری حساس نازک اور فیصلہ کن مرحلہ میں بھی روسی سامراجیت کے مقابلہ میں سرفروشی قربانی عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کی سعادت سے سرفراز ہونا پڑا تازہ ترین اطلاعات کے مطابق دارالعلوم کے بعض قدیم فضلاء مختلف درجات کے طلبہ اور مختلف اوقات میں اس مادر علمی کے سایہ عاطفت میں رہنے والے روحانی ابناء کی بھی ایک جماعت نے محاذ جنگ اور کارزار حق و باطل کی فرسٹ لائن اور ہراول دستہ بن کر شہادت کی منزل حاصل کرتے ہوئے جہاد و عزیمت کی تاریخ میں مزید ایک شاندار باب کا اضافہ کر دیا ہے۔

حیرت ہے کہ سپرپاورز روس و امریکہ جہاں ایک طرف افغانستان میں پرامن حالات ' فوری جنگ بندی اور مسئلے کے حل کی تلاش میں باہم مذاکرات اور بعض افغان رہنماؤں سے ملاقاتیں کر رہے ہیں تو دوسری طرف ان ہی کی کٹھ پتلی نام نہاد نجیب حکومت انتہائی درجہ کی کمینگی اور ڈھیٹ بھمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے نہتے مجاہدین پر آگ کے شعلے برساتے ہوئے نیپام بموں کا استعال کر کے ان کے دعوائے عدل و انصاف اور تحریکات قیام امن کا منہ چڑا رہی ہے۔ ایسے حالات میں افغان قیادت سمیت عالم اسلام بالخصوص حکومت پاکستان کا بھی فرض بنتا ہے کہ وہ روسی پہلوان اور امریکہ بہادر کی باہمی بندر بانٹی منصوبہ بندی کے تحت کسی بھی ایسے فارمولے کو آگے نہ بڑھنے دے جس سے افغان مجاہدین کی اکثریتی پارٹیاں اور میدان کارزار کے اصل مجاہدین متفق نہ ہوں یا جس سے قاتل و مقتول اور ظالم و مظلوم کو برابر کی حیثیت مل رہی ہو خدانخواستہ اگر اب کی موجودہ نازک ترین اوز حساس صورت حال میں کسی بھی سیاسی قوت خواہ وہ افغان قیادت ہو کوئی اسلامی ملک ہو یا پاکستان کی حکومت ہو جہاد افغانستان کو سبوتاژ کرنے ' مجاہدین کے تیرہ سالہ جہاد کو تاراج اور لاکھوں شہداء کے خون سے استہزاء و تمسخر کے روسی امریکی مشترکہ خطرناک منصوبہ بندی میں دانستہ یا دانستہ طور پر کوئی کردار ادا کیا یا چپ سادھ رہ کر گونگے شیطان بنے بیٹھے رہے تو ملت کی تذلیل امت کی اس بربادی اور اہل اسلام کے بھیانک اور غلام مستقبل کی تمام تر ذمہ داری ان کے سر ہو گی جسے نہ خدا معاف کرے گا اور نہ تاریخ!

نجیب اللہ انتظامیہ کی جانب سے ظلم و بربریت کا یہ نیا وحشیانہ انداز ہر لحاظ سے قابل مذمت اور مذبوحی حرکت ہے مگر عالم اسلام کی اس پر خاموشی اور حکومت پاکستان کا غیر ذمہ دارانہ رویہ اس سے بھی بدتر اور مذموم ہے۔

خدا کرے کہ پاکستان سمیت عالم اسلام افغانستان کی تازہ ترین اور فیصلہ کن صورت حال میں موثر اور انقلابی کردار ادا کرے جو افغانستان کو اسلام کا گہوارہ اور امن و استحکام کا گلستان بنا دے۔ آمین

مولانا حافظ محمد ابراہیم شہیدؒ

مولانا حافظ محمد ابراہیم فاضل دارالعلوم حقانیہ، اسی سال شعبان ۱۴۰۹ھ دارالعلوم سے فارغ ہوئے۔ حضرت مہتمم صاحب مدظلہ اور اکابر اساتذہ سے دستار بندی کرائی۔ پھر اجازت لے کر جلال آباد کے حالیہ معرکہ کارزار میں شریک ہوگئے، بڑی استقامت اور عزیمت سے مقابلہ کرتے ہوئے سرخیل کے مقام پر گزشتہ ہفتے شہید ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن۔

مرحوم بڑے مخلص، منکسر المزاج، ایک ذی استعداد عالم اور جہاد و قربانی کے جذبہ سے سرشار تھے، ان کی بڑی تمنا شہادت تھی اور وہ کثرت سے اپنے احباب سے اس کا تذکرہ کیا کرتے تھے۔ باری تعالے نے ان کی تمنا پوری کردی اور خلعتِ شہادت سے سرفراز فرمایا۔ دعا ہے کہ باری تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں جگہ عطا فرمائے۔

مولانا عبدالحق شہیدؒ

دارالعلوم کے جواں سال فاضل، اسلام کے فرزند جلیل مولانا عبدالحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ بھی جمادی الاول ۱۴۱۱ھ جہادِ افغانستان کے میدانِ کارزار میں نہایت اہم اور شاندار فرائض اور خدمات انجام دیتے ہوئے بارگاہِ صمدیت سے خلعتِ خونِ شہادت سے سرفراز ہوگئے۔ اِنّا للہ وَ اِنّا الیہ رَاجِعُون۔ موصوف نے ۱۴۰۱ھ - ۱۹۸۱ء میں شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے دورہ حدیث پڑھا۔ ۱۴۰۲ھ میں اسلام آباد کی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی کے کلیۃ الشریعہ میں داخلہ لیا۔ اور ایل ایل بی کیا۔ ۱۴۰۵ھ میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ کے مکتبہ الشریعہ میں داخلہ لے کر عمدہ نمبروں پر کامیابی حاصل کی۔ اور سعودی حکومت کی طرف سے مکۃ المکرمہ ام القراء میں ان کی تقرری ہوئی۔

آپ سعودی عرب سے ہر سال عرب رفقاء کو ساتھ لاکر مادرِ علمی دارالعلوم حقانیہ حاضر ہوتے۔ اپنے شیخ و مربی شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحقؒ سے زیارت و ملاقات اور حصول دعا کی سعادتیں حاصل کرکے معرکۂ حق و باطل میں قائدانہ ذمہ داریوں اور فرائض سے عہدہ برآ ہوتے۔ شہادت، ان کا مقصود تھی اور اسے وہ اپنی تمام تر مساعی کا ہدف بناتے ہوتے تھے یہ مقصد بھی انہیں حاصل ہوگیا۔

دعا ہے کہ خدائے حیّ و قیوم اس شیر بیشۂ اسلام کے خونِ شہادت کے صدقے گلشنِ اسلام کو دشمن کے تاخت و تاراج سے محفوظ کر دے اسلامی انقلاب اور غلبۂ اسلام کی منزل قریب ہو۔

مولوی محمد ظریف شہیدؒ، ربیع الثانی ۱۴۱۱ھ

اپنی زندگی کی صرف ۲۲ بہاریں دیکھنے والے حقانیہ کے یہ نوجوان طالبعلم بھی بارگاہِ صمدیت میں پروانۂ نجات و سعادت افغانستان کے کارزار میں "مرتبۂ شہادت" حاصل کرنے میں کامیاب ہوگئے۔

موصوف دارالعلوم میں شوال ۱۴۰۶ھ بمطابق ۱۹۸۶ء میں داخل ہوئے ہر سال معرکہ ہائے جہاد میں شریک رہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ تحصیل علم میں سرگرم تھے۔ اب درجۂ ثالثہ میں تھے، مخلص تھے۔ امتحان میں کامیاب ہوگئے۔ بارگاہِ صمدیت سے بواسطہ کارکنانِ قضا و قدر "خلعت خونِ شہادت" کا ایوارڈ حاصل کرلیا۔

محاذِ جنگ پر جانے سے قبل رفقاء کو بتاکید وصیت کی تھی کہ اگر اللہ نے مجھے شہادت سے نوازا تو دارالعلوم کے اساتذہ کرام کو بھی میرے جنازے کی اطلاع دے دینا۔ اس کی یہ تمنا بھی پوری ہوئی۔ مرحوم کی میت محاذِ جنگ سے افغان کیمپ واقعہ اکوڑہ لائی گئی۔ اور دارالعلوم کے اساتذہ اور طلباء نمازِ جنازہ میں شریک ہوئے۔ دونوں شہداء کے لئے دارالعلوم میں بھی اور افغان کیمپوں میں ایصالِ ثواب کی تقاریب منعقد ہوئیں۔ اور دونوں کی بے مثال قربانیوں کو زبردست خراجِ تحسین پیش کیا گیا۔ قرآن خوانی اور دعائے مغفرت کا اہتمام کیا گیا۔

خوست کے محاذِ جنگ پر شہدائے جہاد ربیع الاول ۱۴۱۲ھ

افغانستان میں گردیز کے محاذِ جنگ پر فاتح خوست مولانا جلال الدین حقانی کی کمانڈ میں حمیّتِ اسلامی سے سرشار اور جان نثار مجاہدین کو اس آخری حساس نازک اور فیصلہ کن مرحلہ میں بھی رُوسی سامراجیت کے مقابلہ میں سرفروشی، قربانی، عزیمت اور استقامت کا مظاہرہ کرتے ہوئے شہادت کی سعادت سے سرفراز ہونا پڑا۔ تازہ ترین اطلاعات کے مطابق دارالعلوم کے بعض قدیم فضلاء، مختلف درجات کے طلبہ اور مختلف اوقات میں اس مادرِ علمی کے سایۂ عاطفت میں رہنے والے روحانی ابناء کی بھی ایک جماعت نے محاذِ جنگ اور کارزارِ حق و باطل کی فرسٹ لائن اور ہراول دستہ بن کر شہادت کی منزل حاصل کرتے ہوئے جہاد و عزیمت کی تاریخ میں مزید ایک شاندار باب کا اضافہ کردیا ہے۔

سلسلۂ مطبوعات مؤتمر المصنفین (۲۵)

دفاعِ ابوہریرہؓ رضی اللہ عنہ

پیش لفظ: جناب مولانا سمیع الحق مدیر ماہنامہ "الحق"

تالیف: مولانا مفتی غلام الرحمٰن صاحب
استاذ حدیث دارالعلوم حقانیہ

جس میں آپ کی سیرت، سوانح، اخلاص و للّٰہیت، طہارت و تقویٰ، فضائل و فواضل، روایتِ حدیث میں مقام و مرتبہ، صفات و کمالات، علمی و تحقیقی کارنامے، اسناد و فقاہت، احیاء دین اور اشاعت کا جذبہ، ابوہریرہؓ کی فقاہت اور کثرتِ روایات پر روافض و منکرینِ حدیث اور مستشرقین کے تیس اعتراضات کا تجزیہ، علمی و تحقیقی جوابات کے علاوہ موضوع سے متعلق دیگر کئی اہم عنوانات پر جامع اور مستند مباحث شامل ہیں

مؤتمر المصنفین
دارالعلوم حقانیہ ○ اکوڑہ خٹک
ضلع پشاور (پاکستان)